''غزوہ احد سے حاصل شدہ سبق''
مفتی منیب الرحمان کے مضمون کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

محترم مولانا مفتی منیب الرحمان (چیئر مین رویت ہلال کمیٹی پاکستان) نے روزنامہ اسلام 13/ جولائی 2017ء کی اشاعت میں ایک اچھا مضمون لکھا، اسباق ونتائج بھی عمدہ لکھے۔ مثلاً یہ کہ جب خود اللہ پاک نے فرما دیا کہ "اے ایمان والو! غیروں کو اپناراز دار مت بناو، وہ تمہاری بربادی میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گے انہیں تو وہی چیز پسند ہے جس سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ اُن کی دشمنی اُن کی باتوں سے ظاہر ہو چکی اور جو (نفرت) انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی ہے وہ اس سے بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔"

موصوف نے لکھا" آج امت کے زوال کا سبب یہی ہے کہ اپنوں کے بارے میں بے اعتمادی کا شکار ہے اور ملت کفر باطل کو اپنا حلیف بنائے ہوئے ہے۔ اپنے اقتدار کی بقاء کے لیے اغیار پر اعتماد کرتے ہیں۔ اُن کی سرپرستی اور اشیر باد کے خواہاں ہوتے ہیں"۔۔۔ "تمام اسلامی ممالک اسی عہد زوال سے گذر رہے ہیں"۔ غزوہ احد کے موقع پر جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے جبل عینین (دوچشموں والی پہاڑی) جسے بعد میں تیراندازوں کے نام پر جبل رماۃ کہا گیا۔ یہاں پچاس تیراندازوں کو مقرر کرنا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حربی مہارت کا واضح ثبوت تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے بجا لکھا کہ جب کفار شکست کھا کر بھاگے تو مذکور تیرانداز صحابہ کی اکثریت سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ انہوں نے کہا اب جب کہ فتح ہو چکی ہے کفار بھاگ رہے ہیں تو ہمیں بھی اُن کا پیچھا کرنا چاہیے جب کہ نبوی فرمان یہاں جم کر کھڑے رہنے اور عقب سے مسلمان مجاہدین کا تحفظ تھا، اُن صحابہ کی نیت درست تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی اُن کے گمان میں بھی نہ تھی۔ مگر نبوی چشم بصیرت نے جو خطرہ بھانپ لیا تھا تیراندازوں کے جبل عینین چھوڑنے پر وہ وقوع پذیر ہو گیا۔ خالد بن ولید جو ابھی تک داخل اسلام نہ ہوئے تھے، درہ خالی دیکھ کر پیچھے سے حملہ آور ہو گئے اور نبی مکرم اور اصحاب نبی علیہ وعلیہم السلام وقتی طور پر سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ ستر چوٹی کے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم بشمول عم الرسول سیدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ شہید ہو گئے۔

بقول شخصے: عیبِ مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

مفتی صاحب کے مضمون کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے، لکھا ہے کہ: ''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نہ صرف شہید ہوئے بلکہ اُن کے اعضاء مبارکہ کا مثلہ کیا گیا یعنی اُن کی آنکھیں، ناک وکان کاٹ دیے گئے اور کلیجہ نکال دیا گیا''۔ یہاں تک لکھے پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر آگے موصوف محترم نے ایک مجروح منقطع گھسی پٹی روایت پیش کر دی جس کی

اُن جیسے اہل علم سے توقع نہ تھی۔ وہ لکھتے ہیں: ''ہندؔ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے آپ کا کلیجہ چبایا اور اُسے گلے کا ہار بنایا۔

یہ روایت بقول محقق عصر مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ ''سندی اعتبار سے کمزور اور غیر متصل (یعنی منقطع) ہے'' (معارف الحدیث مطبوعہ کراچی جلد 8 تحت شہادت حمزہ) نیز عرب محقق ڈاکٹر مہدی رزق اللہ نے ان تمام روایات کو مجروح اور منقطع قرار دیا ہے (السیرت النبویہ تحت ضوء المصادر الاصلیہ۔ جلد 2) صحیحین میں اس روایت کا کوئی ذکر نہیں۔ صحیح بخاری باب شہادت حمزہ میں خود قاتل حمزہ وحشی نے جو بعد میں مسلمان ہو چکے تھے تفصیل کے ساتھ اپنی اس کارگذاری کا ذکر کیا ہے مگر سائل عبیداللہ بن عدی بن خیار بن عدی کے جواب میں اُس نے اپنے آقا جبیر بن مطعم کے بارے میں کہا ہے کہ اُس نے اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے بدر میں حضرت حمزہ کے ہاتھوں قتل کے بدلے میں مجھ سے کہا کہ اگر تو میرے چچا کے قاتل کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ وحشی بن حرب نے ہندؔ بنت عتبہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

حاضرین اُحد میں خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام (برادر ابی جہل)، عمرو بن عاص، صفوان بن امیہ، ابوسفیان بن حرب (سالار اعلیٰ لشکر قریش)، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی اور وحشی کے علاوہ قریشی خواتین اُم حکیم بنت حارث بن ہشام، فاطمہ بنت ولید، ہندؔ بنت عتبہ، زوجہ ابوسفیان۔۔۔۔ بعد میں یہ سب مذکور خواتین و مرد مشرف بہ اسلام ہو کر صحابیات واصحاب رسول کی مقدس صف میں نظر آتے ہیں۔ یہ سارے کے سارے میدان اُحد میں مخالف اسلام کیمپ میں چشم دید گواہ ہیں۔ اس موقع پر موجود اصحاب رسول پریشانی کے عالم میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور خود اپنے لیے محفوظ جگہ اور جنگی حکمت عملی کے تحت پہاڑ کی چوٹی کی طرف بڑھ رہے ہیں، ان اپنوں اور اُس وقت کے دشمن کیمپ کے چشم دید گواہان میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ سیدنا حمزہ اور بعض دیگر شہدا کا مثلہ کس نے کیا۔ حضرت ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے بلکہ لشکر کفار کے سالار تھے صرف اتنا کہتے ہیں کہ تمہارے مقتولوں کا مثلہ کیا گیا ہے مگر نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا اور نہ میں اسے بُرا سمجھتا ہوں۔

موقع پر موجود اپنوں اور پرایوں میں سے کوئی بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن، اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محترم ماں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کو الزام نہیں دیتا۔۔۔ ابن اسحاق کا اکلوتا راوی صالح بن کیسان اپنی منقطع روایت میں اپنی پیدائش سے ستر سال پہلے کی بات بیان کرتا ہے کہ ہند نے وحشی کو انعام دینے اور آزادی دینے کا لالچ دیا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ غلام بنی نوفل کے سردار جبیر بن مطعم کا ہے، اُس کی آزادی کا تعلق جبیر بن مطعم کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ الجامع الصحیح کا حوالہ اوپر مذکور ہوا۔ ۷۰ ہجری سے پہلے اس کہانی سے کوئی واقف نہ تھا، چشم دید گواہ کیوں نہیں بولتے؟ جناب وحشی رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بتاتے ہوئے اپنی آخری عمر میں درست بات کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ ابن اسحاق، ائمہ حدیث کے نزدیک کذاب، مدلس، مجوسی النسل، بد مذہب اور منکر تقدیر الٰہی ہے۔ اُسے یہ ایک ہی راوی ۷۰ سال بعد والا ہی کیوں ملا ہے؟ کیا ہم اس بد مذہب، مجوسی، مدلس، کذاب، منکر تقدیر، ابن اسحاق کو درست اور ام المومنین ام حبیبہ کی محترم ماں کو مطعون مان لیں؟

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟

اب ذرا جدید تحقیقات (انٹرنیٹ) پر بھی ملاحظہ فرمائیے (www.kulalsalafiyeen.com)
تخریج الحدیث او تزنی الحرۃ ۔۔۔ کے تحت اور دیگر روایات پر بحث کی گئی ہے۔ ہند نے حمزہ کا کلیجہ نکالا لیکن اُسے نگل نہ سکی (ابن اسحاق ص ۳۳۳) یہ سند ارسال ہے درست نہیں۔ صالح بن کیسان صغار تابعین میں سے ہے اُس کی تمام روایتیں تابعین سے ہیں (التہذیب 4/400-399) واقدی کہتا ہے کہ وحشی نے کہا میں نے حمزہ کے قتل کے بعد اُس کا پیٹ چاک کیا، اُس کا کلیجہ نکالا پھر ہند کے پاس گیا۔ اُس نے کہا" تو مکہ آئے گا تو تجھے دس دینار دوں گی"۔۔۔۔ یہ روایت باطل ہے، منکر ہے، واقدی کی بات نا قابل اعتبار ہے۔ امام نسائی، امام شافعی، امام احمد نے اُسے جھوٹا کہا۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ یہ واقدی میرے نزدیک اُن لوگوں میں سے ہے جو حدیثیں گھڑتے ہیں (تہذیب التہذیب 326/9)۔ امام بیہقی نے لکھا۔۔۔ لوگوں نے دیکھا کہ حمزہ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے۔۔ یہ اسناد ضعیف بھی ہیں اور مُرسل بھی۔ امام ابن کثیر نے کہا کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ جس نے حمزہ کا پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکالا وہ وحشی تھا، وہ اُسے ہند کے پاس لے گیا (البدایہ والنہایہ 419/5)۔ یہ روایت بھی مرسل ہے۔ ابن عساکر کی روایت بھی ضعیف ہے اور مسند عمر بن عبدالعزیز کے راوی بھی ضعیف ہیں۔

خلاصہ کلام: ''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا جانا، شہادت کے بعد پیٹ چاک کیا جانا تو ثابت ہے مگر اُن کے کلیجہ کا نکالا جانا اور ہندؔ بنت عتبہ کا اُس کو چبانا اور اُس کو نگل نہ سکنا۔ ان باتوں میں سے کچھ بھی ثابت نہیں"۔ تو گویا یہ ساری باتیں خاندان نبوت بنی عبد مناف کی دو شاخوں بنی ہاشم اور بنی عبد شمس کی فرضی عداوت اور نفرت کے لیے گھڑی گئی ہیں۔ (اصل مقصود عداوت اسلام ہے۔) مولانا محمد نافع سیرت امیر معاویہ میں اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود اپنی تالیف خلفاء راشدین میں لکھتے ہیں، ''بنی ہاشم اور بنی امیہ / بنی عبد شمس میں عداوتیں اور رقابتیں تھیں؟ افسوس! ہم اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔''

محترم قارئین! اسلامی شریعت کا ایک مسلمہ قانون ہے کہ ''الاسلام یھدم ما کان قبلہ والتوبۃ تھدم ما کان قبلھا '' آدمی جب اسلام قبول کر لیتا ہے یا گنہگار بندہ جب توبہ کر لیتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ، جو بھی ہوں، مٹا دیئے جاتے ہیں۔ مذکور بالا تمام ضعیف اور منقطع روایات کو اگر درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو غزوۂ مکہ کے موقع پر سیدہ ہند کا اسلام لانا اور صحابیت رسول کے شرف سے مشرف ہونا ایک کھلی حقیقت ہے جس پر کتبِ حدیث وتفسیر شاہد عدل ہیں۔ پھر کیا ضروری ہے کہ ان کی قبل از اسلام برائیوں اور غلطیوں کا بار بار عوام میں ذکر کیا جائے، اگر وہ تھیں بھی تو، داخلۂ اسلام پر وہ مٹ چکیں۔ و حسن اسلامھا ان کا اسلام بخیر وخوبی اچھا رہا۔

مخدومی مفتی صاحب! کسی شخص کے بچپن اور جوانی کی غلطیوں کا ذکر سرِ عام لوگوں میں بار بار کیا جائے، جن سے وہ صدقِ دل سے توبہ کر چکے اور تقویٰ وطہارت اختیار کر چکے ہیں۔ ان کی موجودہ عالمانہ وقار والی زندگی کے پیشِ نظر ان کی سابقہ غلطیوں کا، اگر کوئی ہوں بھی تو، ان کا عام ذکر کرنا کوئی مناسب بات تو نہیں۔ فافہم وتدبر!